3

# ایک نہایت مبارک رؤیا

دنیا خواہ کچھ کہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہمارے خدا کی ظاہر کردہ باتیں بہرحال پوری ہو کر رہیں گی

(فرمودہ 18 جنوری 1957ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"میں بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح یہی کہنے پر مجبور ہوں کہ جو کچھ میں کہوں گا اُس پر خواہ کوئی شخص سن کر یہ کہے کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے اور اس کو ایسی باتیں نظر آنے لگ گئی ہیں پھر بھی میں اس کے کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا کہ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ[1] کہ اگر تم مجھے پاگل قرار نہ دو تو میں یہ بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اس بات سے خوف نہیں کھایا تھا کہ لوگ انہیں پاگل کہیں گے کہ ایک بچہ جو چھوٹی عمر میں کہیں گم ہو گیا تھا اور اب وہ اُدھیڑ عمر کا ہو چکا ہو گا باپ اُس کے متعلق اپنے دوسرے بیٹوں سے کہتا ہے کہ تم اپنے بھائی کو تلاش کرو کیونکہ مجھے اُس کی خوشبو آ رہی ہے اور اس کے ملنے کے دن قریب آ گئے ہیں۔ گو پھر بھی حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ملنے میں کئی سال لگ گئے تھے لیکن دنیا جس طرح ان کے دوبارہ ملنے سے مایوس ہو چکی تھی وہ مایوسی دور ہو گئی۔

میں بھی جو بات کہوں گا اس کی وجہ سے لوگ کہیں گے کہ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے لیکن نہ حضرت یعقوب علیہ السلام ڈرے تھے اور نہ میں ڈرتا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے باوجود یہ بات جاننے کے کہ لوگ انہیں پاگل کہیں گے وہ بات کہہ دی تھی۔ اسی طرح میں بھی یہ بات جاننے کے باوجود کہ لوگ مجھے پاگل قرار دیں گے اور میری بات کو جھوٹا کہیں گے یہ بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔

آج رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں قادیان گیا ہوں اور مسجد مبارک کی چھت پر ہوں۔ وہاں خوب چہل پہل ہے اور لوگ آتے جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہیں تو وہ اُدھیڑ عمر کے لیکن توانائی اور طاقت کی وجہ سے وہ جوانی کے زیادہ قریب معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام عبدالحق ہے اور دوسرے کا نام نور احمد ہے۔ عبدالحق بات کر رہا ہے اور نور احمد پہلو میں بیٹھا ہوا ہے۔ عبدالحق نے مجھ سے کہا کہ فلاں شخص گواہی دے رہا ہے اور اس سے فلاں نے کہا ہے کہ اِس طرح گواہی نہ دو بلکہ اس طرح گواہی دو کہ عبدالحق یا نور احمد کو فائدہ پہنچ جائے۔ اِس وقت میرے ذہن میں یہ نہیں کہ وہ گواہی عدالت میں ہے یا سلسلہ کے محکمہ قضاء میں ہے۔ پھر یہ بھی مجھے یاد نہیں کہ اس شخص سے عبدالحق کے متعلق گواہی دینے کے لیے کہا جا رہا ہے یا نور احمد کے متعلق کہا جا رہا ہے۔ بہرحال میں نے کہا کہ مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ گواہی عبدالحق یا نور احمد کے خلاف ہے یا ان کے حق میں ہے۔ مجھے صرف اس بات سے غرض ہے کہ وہ سچ بولے اور جو کہے ٹھیک کہے۔ یہ کہ وہ عبدالحق یا نور احمد کے فائدہ کے لیے گواہی دے اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ وہ جو کہے سچ کہے کیونکہ سچ میں ہی برکت ہے۔ چاہے اس کی گواہی عبدالحق یا نور احمد کے خلاف ہو یا ان کے حق میں ہو۔ ان باتوں کے بعد مجھے یکدم یوں محسوس ہوا کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد آئی ہے اور میں نے خیال کیا کہ گھر جاؤں اور حضرت صاحبؑ کو دیکھوں۔ ہمارے مکان کا وہ حصہ جو مسجد مبارک کی اوپر کی چھت سے ملحق ہے اور اُسی کے دروازہ سے میں مسجد میں نماز کے لیے آیا کرتا تھا میں اُس حصہ سے گزرا اور پھر چھت کو پار کر کے سیڑھی سے اترا اور اُس دالان میں گیا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہا کرتے تھے۔ میں جب اُس دالان میں گیا تو وہاں میں نے دیکھا کہ ایک بڑا شاندار پلنگ رکھا ہے اور اُس پر ایک

اعلیٰ درجہ کا بستر بچھا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں۔اس پلنگ کے پہلو میں ایک چھوٹا سا میز پڑا ہوا ہے۔ وہ میز ایسا ہے جیسے مہمانوں کے آگے کھانا رکھنے کا میز ہوتا ہے۔اُس کے اوپر کھانا بھی رکھا ہوا ہے۔اس کھانے کی ایک چیز پلاؤ تھی مگر اس کے چاول بہت ہی اعلیٰ درجہ کے تھے۔اِس سال بدوملہی کے ایک مخلص دوست نے کچھ چاول بھجوائے ہیں۔ وہ چاول ہم نے گھر میں پکائے تو میری بیوی نے ان کی بہت تعریف کی کہ وہ بڑی اچھی قسم کے چاول ہیں۔ جب ہم جابہ گئے تو ان میں سے کچھ چاول وہاں بھی اپنے ساتھ لے گئے۔لیکن میں نے دیکھا کہ وہ چاول ان سے بھی بہتر تھے۔ وہ پکنے کے بعد لمبے ہو گئے ہیں اور پھر الگ الگ رہے ہیں اور ٹوٹے بھی نہیں۔ یہی اچھے چاولوں کی علامت ہوتی ہے۔ بدوملہی کے دوست جو چاول لائے تھے وہ بھی پکانے کے بعد لمبے ہو جاتے ہیں اور الگ الگ رہتے ہیں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ پکانے کے بعد کچھ کُھر درے سے ہو جاتے ہیں۔ بہرحال اُس پلاؤ کے چاول ان چاولوں سے زیادہ اچھے تھے اور وہ پلاؤ بڑے اعلیٰ درجہ کا تھا۔اس پلاؤ کے اوپر بڑے اعلیٰ درجہ کا قورمہ بھی پڑا ہوا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ پلاؤ کے ساتھ ہی ایک پلیٹ میں میٹھا کھانا پڑا ہوا ہے جو کچھ فرنی سے اور کچھ حریرہ سے مشابہ ہے۔حریرہ وہ چیز ہے جس کو نشاستہ سے تیار کیا جاتا ہے۔اس میں میٹھا اور گھی ڈالتے ہیں۔ پھر اس میں پستے اور بادام کی ہوائیاں ڈالتے ہیں۔بعض دفعہ کشمش بھی ڈال لیتے ہیں اور دماغ کی طاقت کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی زندگی میں بعض اوقات حریرہ استعمال فرمایا کرتے تھے تا کہ دماغ کو طاقت حاصل ہو۔ یہ جو پستہ وغیرہ کے باریک ٹکڑے ہوتے ہیں اور جن کو اُردو میں ہوائیاں کہتے ہیں ان کو حریرہ میں بھی ڈالتے ہیں اور زردہ میں بھی ڈالتے ہیں۔ چونکہ وہ اتنے باریک ہوتے ہیں کہ اگر زور سے ہوا چلے تو انہیں اُڑا کر لے جائے اس لیے انہیں ہوائیاں کہتے ہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ اس میٹھے کھانے میں ہوائیاں تھیں یا نہیں لیکن وہ اعلیٰ درجہ کا حریرہ تھا جسے دیکھ کر کھانے کی رغبت ہوتی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی مہمان آ رہا ہے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کھانا رکھوایا ہے۔ تب میں نے چاہا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملوں۔ جس جگہ میز پڑی ہے اس کا چکر کاٹ کر میں چارپائی کے سرہانے کی طرف گیا جدھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا

چہرہ روشن تھا، داڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی اور نہایت خوشنما تھی اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بالوں میں کنگھی کی ہوئی ہے۔ آخری عمر میں آپ مہندی میں خضاب ملا لیا کرتے تھے جس کی وجہ سے بالوں میں کچھ سیاہی آ جاتی تھی۔ لیکن ابتدا میں آپ صرف مہندی لگایا کرتے تھے۔ یہ خضاب کا نسخہ میر حامد شاہ صاحب کسی سے سیکھ کر آئے تھے۔ وہی خضاب صحت کی حالت میں مَیں بھی لگایا کرتا تھا۔ لیکن آپؑ مہندی زیادہ ملایا کرتے تھے۔ اس لیے سیاہی کم ہوتی تھی اور سرخی زیادہ۔ لیکن میں مہندی کم ڈالا کرتا تھا اس لیے سیاہی زیادہ ہوتی تھی اور سُرخی کم۔ ابتدا میں حضرت صاحب صرف مہندی لگایا کرتے تھے۔ بہرحال آپ کی داڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی جو چمکتی تھی۔ میں نے جھک کر آپ کا چہرہ دیکھا۔ جب میں آپ کے قریب ہوا تو آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔ ایک ہاتھ آپ نے میرے دائیں کلّے پر رکھ لیا اور دوسرا ہاتھ میرے بائیں کلّے پر رکھ لیا اور میرے سر کو جھکایا اور پیار سے میرے ہونٹوں کو یہ کہتے ہوئے بوسہ دیا کہ بیٹا! تم اِس طریق پر عمل کرو گے یا اُس پر؟ میں نے جواب دیا کہ مجھے نہ اِس طریق سے غرض ہے اور نہ اُس طریق سے غرض ہے۔ مجھے تو حضورؑ کے ارشاد سے غرض ہے۔ حضورؑ جو ارشاد فرمائیں گے میں وہی کروں گا۔ مجھے اِس طریق سے یا اُس طریق سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ نے میری اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ آپؑ کے چہرہ پر رونق آ گئی ہے۔ پھر آپؑ نے خوشی سے کہا میں نے تمہیں ٹرنک کال کی تھی۔ میں نے کہا حضور! آپ نے ٹرنک کال کی ہوگی لیکن مجھے وہ نہیں ملی۔ میں تو مسجد مبارک کے اوپر تھا اور وہاں ٹیلیفون نہیں۔ بہرحال آپؑ کی ٹرنک کال مجھے نہیں ملی۔ میرے دل میں خود ہی خواہش پیدا ہوئی کہ میں حضوؑر کو دیکھوں اس لیے میں آ گیا۔ اس کے بعد آنکھ کھلی تو میرا ذہن اِس طرف گیا کہ معلوم ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے اگلے جہان میں بھی ٹرنک کال کا طریق جاری کیا ہوا ہے۔ جب اگلے جہان میں روحیں دنیا کے لوگوں سے ملنا چاہتی ہیں تو فرشتے ٹیلیفون لگا دیتے ہیں۔ صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ یہاں کی ٹرنک کال کانوں سے سُنی جاتی ہے اور وہاں کی ٹرنک کال دل سے سُنی جاتی ہے۔ اگلے جہان میں جب کسی روح کا دل چاہتا ہے کہ وہ دنیا میں اپنے کسی پیارے کو دیکھے یا کسی رشتہ دار سے ملے تو فرشتے اسے ٹیلیفون پر کھڑا کر دیتے ہیں اور اِدھر اُس کے رشتہ دار کو رغبت دلا دیتے ہیں اور جو کچھ وہ روح کہتی ہے خواب میں اُس کے سامنے آ جاتا ہے۔ تو گویا ٹرنک کال کا طریق وہاں بھی جاری ہے۔

اس کے بعد پھر غنودگی کی حالت طاری ہوئی اور فارسی کے کچھ شعر میری زبان پر جاری ہوئے۔ فارسی میں نے درسی طور پر نہیں پڑھی صرف مثنوی رومیؒ حضرت خلیفہ اوّل نے پڑھائی تھی اس لیے فارسی اشعار بہت کم زبان پر آتے ہیں لیکن عربی کے وہ اشعار جو پرانے شاعروں نے کہے تھے وہ زبان پر آجاتے ہیں۔ بہرحال میں نے دیکھا کہ فارسی کے کچھ شعر میری زبان پر آ گئے ہیں لیکن وہ مجھے یاد نہیں رہے۔ آخر سوچتے سوچتے میرے ذہن میں آیا کہ وہ شعر جو میری زبان پر جاری ہوئے تھے ان کے اندر آر پار تار جیسے کچھ الفاظ تھے۔ اس کے بعد میں نے سوچنا شروع کیا کہ کوئی شعر ایسے ہوں جو میں نے سنے ہوں اور جن میں ایسے الفاظ آتے ہوں۔ اس پر یکدم مجھے یاد آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فارسی کے دو شعر سنائے تھے اور وہی میری زبان پر جاری ہوئے تھے وہ شعر سرمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ

جانانِ مرا بمن بیارید          ایں مُردہ تنم باُو سپارید
چوں بوسہ دہد بریں لبانم          گرزندہ شوم عجب مدارید

اس میں بھی وہی بیار آرسپار کا وزن تھا۔ اس لیے اس وزن نے میری راہنمائی کی کہ وہ کونسے شعر ہیں جو میری زبان پر جاری ہوئے تھے۔ سرمد عشقِ الٰہی کی وجہ سے بعض ایسے الفاظ کہہ جاتے تھے جن کی وجہ سے علماء سمجھتے تھے کہ یہ بے دین ہے اور وہ کہتے تھے کہ اسے پھانسی دی جائے۔ چنانچہ عالمگیر بادشاہ نے ان کے فتووں کی وجہ سے سرمد کو پھانسی دینے کا حکم دے دیا۔ لیکن درحقیقت ان کا عشق مجازی نہیں تھا بلکہ حقیقی تھا۔ جب سرمد کو پھانسی کا حکم ہو گیا تو انہوں نے کہا:۔

جانانِ مرا بمن بیارید
ایں مُردہ تنم باُو سپارید

کہ جب میں مر جاؤں تو میرے محبوب کو میرے پاس لانا اور میرا مُردہ جسم اُس کے حوالے کر دینا۔

چوں بوسہ دہد بریں لبانم
گرزندہ شوم عجب مدارید

پھر اگر وہ میرے لبوں پر بوسہ دے اور میں زندہ ہو جاؤں تو اس پر تعجب نہ کرنا۔

لوگوں نے یہ قصّہ بنایا ہوا ہے کہ سرمد کو ایک لڑکے سے عشق تھا۔ چنانچہ پھانسی کے بعد وہ لڑکا لایا گیا۔ اس نے جب سرمد کے لبوں پر بوسہ دیا تو وہ زندہ ہوگئے۔ حالانکہ اُن کا عشق مذہبی رنگ کا تھا اور اُن کے اندر روحانی والہیت پائی جاتی تھی جس کی طرف ان شعروں میں اشارہ تھا۔

میں نے جو الٰہی تصرّف سے یہ شعر پڑھا تو اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ اور اگر وہ میرے ہونٹوں کو بوسہ دیں گے تو پھر ایک نئی زندگی مجھ میں پیدا ہو جائے گی اور ترقیٔ سلسلہ اور ترقیٔ اسلام کے ایسے سامان پیدا ہو جائیں گے کہ میرے جیسا مُردہ یا میرے کام جیسا مُردہ پھر زندہ ہو جائے گا اور ایسی شان سے زندہ ہوگا کہ لوگ تعجب کریں گے کہ ایسا مُردہ کس طرح زندہ ہو گیا۔ مگر یہ خدائی تقدیر ہوگی اس پر تعجب کرنا غلط ہوگا۔

پس اس کے معنے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو مجھے اسلام کی خدمت اور اس کی اشاعت کی اَور زیادہ توفیق ملنی شروع ہو جائے گی یا ممکن ہے اِس میں میری صحت کی طرف اشارہ ہو۔ دونوں باتیں ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے دینی خدمت کی زیادہ توفیق ملنی شروع ہو جائے اور اسلام کی اشاعت کے جو کام باقی ہیں وہ میرے ذریعہ یا میرے اتباع کے ذریعہ پورے ہو جائیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ظاہری صحت دے دے اور دین کے کام اچھی طرح ہونے لگ جائیں۔ اور یہ بھی اس خواب سے اشارہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادیان جانے کے سامان لوگوں کے لیے پیدا کر دے۔

بہرحال میں نے اس رؤیا میں اپنے آپ کو مسجد مبارک قادیان میں دیکھا ہے اور پھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ نے میرے سر کو جھکایا اور میرے ہونٹوں پر بوسہ دیا اور پھر یہ شعر مجھ پر نازل ہوئے۔

پس میں نے چاہا کہ اس خوشی میں مَیں دوسرے دوستوں کو بھی شریک کروں۔ اس لیے خطبہ میں مَیں نے اس رؤیا کو بیان کر دیا ہے۔ اپنے آپ کو مسجد مبارک قادیان میں دیکھنا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنا وہی حضرت یعقوب علیہ السلام والی بات ہے کہ اگر تم مجھے پاگل قرار نہ دو تو میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ مجھے بھی اس رؤیا کے ذریعہ یوسفؑ کی خوشبو آئی ہے اور میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے جن کا ایک نام

یوسفؑ بھی ہے۔ بیشک کہنے والے کہیں گے کہ ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور یہ ایسی خوابیں دیکھنے لگ گئے ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے خدا پر یقین ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جو باتیں اس کی طرف سے ظاہر کی جاتی ہیں وہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔

دیکھو! قادیان سے نکلنے کے متعلق جو میری رؤیا تھی اس کے متعلق کون کہہ سکتا تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔ لیکن پھر ویسا ہی ہو گیا۔ اسی طرح کثرت سے ایسی رؤیا ہوئیں جو پوری ہوئیں۔ روس کے متعلق رؤیا ہوئیں، انگلستان کے متعلق رؤیا ہوئیں، جرمنی کے متعلق رؤیا ہوئیں اور وہ پوری ہوئیں۔ پس بیشک کہنے والے ہمیں پاگل کہتے رہیں لیکن الٰہی منشا یہی ہے کہ وہ ہمارے لیے برکت کے سامان پیدا کرے اور جماعت سے اشاعتِ اسلام کا کام کرائے تا کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوں اور ہمیں بوسہ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ہونا اور آپ کا بوسہ دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے چھوئے ہوئے نے (مسیح کے معنے یہی ہیں) کسی کو چھوا تو تم یہ سمجھو کہ گویا خدا تعالیٰ نے ہی اسے چھوا۔ دیکھو! بجلی جب کسی تار میں آ جاتی ہے تو کتنی روشنی ہو جاتی ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کو چھوئے تو اُس کا چھونا آگے چلتا نہ چلا جائے۔ خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوا اور خدا تعالیٰ کا وہ ہاتھ اب تک تیرہ سو سال سے برکت دیتا چلا آ رہا ہے اور قیامت تک دیتا چلا جائے گا۔ اِسی طرح اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوا اور ان کے بوسہ دینے اور چھونے سے ہمارے اندر سینکڑوں اور ہزاروں سال تک برکت چلتی چلی جائے گی۔ یہی بات اس شعر میں بیان کی گئی ہے کہ:۔

گر زندہ شوم عجب مدارید

اگر میں ان کے بوسہ سے زندہ ہو جاؤں تو لوگو! اِس پر تعجب نہ کرنا۔ پس اس رؤیا کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دنیا میں پھر زندہ ہونے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی یہی غرض تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ زندہ ہو جائیں۔ اور میری زبان پر یہ جاری ہونا کہ "گر زندہ شوم عجب مدارید" بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوبارہ زندہ ہونے والے ہیں اور ان کے ذریعہ اسلام کا نور پھر زندہ ہو جائے گا۔ بے شک لوگ

اسے پاگلوں والی بڑ کہیں گے اور کہیں گے کہ ایک کھوئی ہوئی چیز انہیں کیسے مل جائے گی؟ ایک مُردہ کیسے زندہ ہو جائے گا؟ لیکن

گر زندہ شوم عجب مدارید

اگر خدا تعالیٰ اس شخص کو جس پر اُس نے یہ کلام نازل کیا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ کر دے تو دنیا اِس پر تعجب نہ کرے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور خدا تعالیٰ جس بات کا فیصلہ کر لیتا ہے وہ ہو کر رہتی ہے"۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

"بارش اور سردی کی وجہ سے میری طبیعت خراب رہی ہے۔ ہم جابہ گئے تو اگرچہ وہاں سردی زیادہ تھی مگر دھوپ نکلی رہی جس کی وجہ سے باوجود سردی زیادہ ہونے کے طبیعت اچھی رہی۔ یہاں آئے تو پھر بادل آ گئے جس کی وجہ سے طبیعت میں ضعف اور کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ بہرحال وہ موسم قریب آ رہا ہے جب بادل ہٹ جاتے ہیں۔ اس لیے اُمید ہے کہ تغیر وتبدل کے ماتحت روشنی اور نور کا موسم آ جائے گا۔ اِس کمزوری کی وجہ سے باوجود اِس ارادہ کے کہ میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھوں گا آج میں نے بیٹھ کر خطبہ پڑھا ہے اور طبیعت میں کمزوری محسوس ہوتی ہے لیکن زیادہ اثر بادلوں اور موسم کا ہی معلوم ہوتا ہے"۔ (الفضل 24 جنوری 1957ء)

1 : یوسف: 95